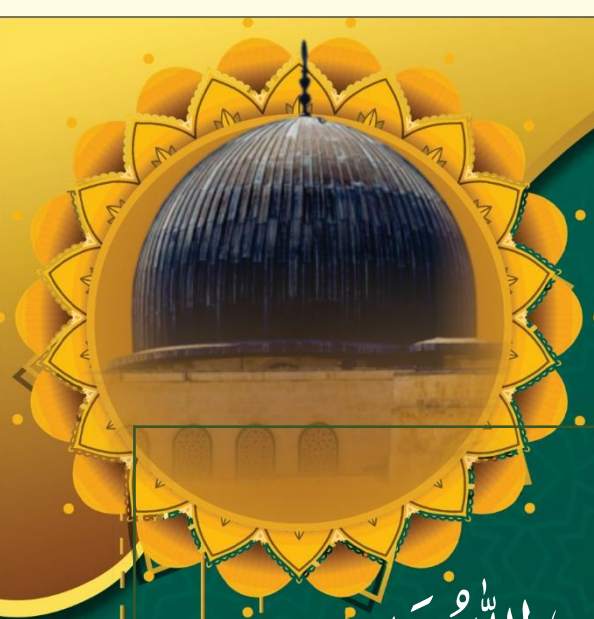

۲۳ رجب المرجّب ۱۴۴۶ھ / 24 جنوری 2025ء

صاحبِ معراج ﷺ

کی

مسجدِ اقصیٰ

میں جلوہ گری

(حکمتیں، اثرات اور اُمّت کی ذمہ داریاں)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔ [بنی اسراءیل 17:1]

آقائے دوجہاں ﷺ کے بے شمار اعزازات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی بے مثال "سیر" کروائی جو نہ پہلے کسی کو نصیب ہوئی اور نہ بعد میں کسی کا مقدّر ہو گی۔ مشہور بات ہے کہ سیر معراج رجب المرجّب کی 27ویں شب کو ہوئی تھی۔[1]

اِس مبارک سفر کے دو مرحلے تھے: پہلا مرحلہ مکّہ مکرمہ سے بیت المقدس تک تھا۔ یہ نصِّ قرآنی سے ثابت ہے اور جو شخص اِس کا انکار کرے وہ کافر ہے... جب کہ دوسرے مرحلے کا آغاز مسجدِ اقصٰی سے ہوا، پھر آپ ﷺ نے آسمانوں اور اُن سے اُوپر جہاں تک ربّ تعالیٰ نے چاہا سیر فرمائی، یہ مرحلہ کثیر صحیح احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے، جو حدِّ تواتر کے قریب ہیں۔ اِس کا مُنکِر گمراہ ہے۔[2]

معراج مبارک کے ہر پہلو سے سرکارِ دوجہاں ﷺ کی شانیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اِس کے دوسرے مرحلے کا آغاز مسجدِ اقصٰی سے کروانے میں جہاں ربِّ کریم کی دیگر بے شمار حکمتیں ہیں، وہاں کئی جہتوں سے عظمت و شانِ مصطفٰی ﷺ کا اِظہار بھی ہوتا ہے۔

مسجدِ اقصٰی اور سرزمینِ بیت المقدس کو متعدّد انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ نسبت حاصل ہے، خصوصًا اِس نے شبِ معراج امام الانبیا ﷺ کے مبارک قدم چومے تو اِس کی عظمتوں کو چار چاند لگ گئے۔ ایک عالَمی سازش کے تحت تقریباً 80 سال سے مسجدِ اقصٰی اور مقدس سرزمین انتہا پسند یہودیوں کے زیرِ اثر ہے، اُن کا ناپاک منصوبہ خطرناک بھی ہے اور مَضْحکہ خیز بھی۔

صہیونی یہودی ایک عرصے سے گریٹر اسرائیل، یعنی ایک بہت بڑی سلطنت کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ چھ جنوری 2025ء کو اسرائیل کے سرکاری سوشل میڈیا اکاؤنٹ سے ایک مرتبہ پھر گریٹر اسرائیل کا نقشہ جاری کیا گیا، جس میں فلسطین، شام، لبنان اور اُردن کے علاقوں کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ کو بھی اسرائیل کا حصہ دکھایا گیا ہے۔ یعنی شدّت پسند یہودیوں کا منصوبہ ہے کہ وہ اِن تمام ممالک پر قبضہ کر کے اِنھیں ناجائز ریاست اسرائیل کا حصہ بنائیں گے۔

اِن حالات میں مسجدِ اقصٰی اور سرزمینِ مقدّس کے تحفّظ سے متعلق اُمّتِ مسلمہ، خصوصًا مسلم حکمرانوں کی کچھ ذمہ داریاں بنتی ہیں۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں آسمانی معراج کے مسجدِ اقصٰی سے آغاز اور موجودہ حالات میں اُمّت کی ذمہ داریوں سے متعلق گفتگو ہو گی۔

---

[1] شبِ معراج کے مہینے اور تاریخ میں کئی اقوال ہیں؛ لہٰذا قطعی طور پر کسی ماہ و تاریخ کی تعیین ممکن نہیں، تاہم امام ابو عبد اللہ محمد زُرقانی علیہ الرحمہ نے رجب کی ستائیسویں شب کو راجح قرار دیا؛ کیونکہ صدیوں سے اُمّت کا اِسی پر عمل ہے۔ (دیکھیے: شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، ج:2، ص:71، دار الکتب العلمیۃ)

[2] خزائن العرفان، زیرِ آیتِ بنی اسراءیل 17:01، ملخصًا

مسجدِ اقصیٰ میں جلوہ گری... ذریعۂ تصدیق

سفر معراج آقائے دوجہاں ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔ جن لوگوں کو آپ ﷺ نے اِس معجزہ کا بتانا تھا اُنھوں نے ساتوں آسمان اور جنّت ودوزخ کو دیکھا ہی نہیں تھا؛ کہ وہ اُن کے بارے میں پوچھ کر تسلّی کر لیتے۔ چنانچہ ربِّ کریم نے آسمانی سفر کے آغاز کے لیے ایسے مقام کا انتخاب فرمایا جسے مکہ والے اچھی طرح جانتے تھے اور اُس کے بارے میں پوچھ کر اطمینان حاصل کر سکتے تھے۔ جب نشانیوں کے ذریعے اُنھیں اِس بات کی تصدیق ہوگئی کہ آپ مسجدِ اقصیٰ تشریف لے گئے تھے تو اِس سے پیغام ملا کہ جو ہستی مختصر وقت میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جا کر واپس پلٹ سکتی ہے اُس کا عرشِ بریں پر تشریف لے جانا اور واپس لوٹنا بھی مشکل نہیں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے قریش کو معجزۂ معراج کے بارے میں آگاہ کیا تو اُن کی عقلیں اِسے سچا قرار دینے سے عاجز تھیں۔ اُنھوں نے امتحان کے لیے مسجدِ اقصیٰ کی نشانیاں پوچھیں تو مالکِ کریم نے ایک مرتبہ پھر اُسے سامنے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ۔ ”مَیں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا اور قریش کو اُس کی نشانیاں بتا رہا تھا۔“ (بخاری:3886) جن لوگوں نے بیت المقدس کو دیکھ رکھا تھا وہ کہنے لگے: أَمَّا النَّعْتُ فَقَدْ أَصَابَ۔ یعنی آپ ﷺ نے بیت المقدس کی جو نشانیاں بتائی ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ وہاں کے نقش ونگار اور دَر ودِیوار میں معمولی فرق بھی نہیں۔ (سننِ نسائی کبریٰ، حدیث:11221)

ایک مرتبہ قیصرِ روم کے دربار میں سرکارِ دوعالَم ﷺ کی نبوّت کا تذکرہ ہوا تو قریش کے نمائندے نے کہا: اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ ایک رات کو مسجدِ حرام سے تمہاری مسجدِ اقصیٰ میں آئے اور پھر صبح سے پہلے مسجدِ حرام میں واپس بھی پہنچ گئے۔ یہ سنتے ہی بیت المقدس کا بڑا عابد کہنے لگا: مجھے وہ رات معلوم ہے۔ شاہِ روم نے پوچھا: تمھیں کیسے علم ہوا؟ اُس نے کہا: مَیں ہر رات کو سونے سے پہلے مسجدِ اقصیٰ کے تمام دروازے بند کر دیتا ہوں۔ اس رات کو ایک دروازہ بند نہیں ہو رہا تھا، وہاں موجود تمام افراد نے میرے ساتھ مل کر پوری کوشش کی مگر وہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ چنانچہ ہم نے اُسے کھلا ہی چھوڑ دیا۔ صبح دیکھا کہ مسجد کے کونے میں موجود ایک پتھر کے اندر سوراخ تھا اور اُس میں سواری باندھنے کا نشان بھی تھا۔ مَیں سمجھ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: مَا حُبِسَ هٰذَا الْبَابُ اللَّيْلَةَ إِلَّا عَلَى نَبِيٍّ، وَقَدْ صَلَّى اللَّيْلَةَ فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا۔ یعنی رات کو یہ دروازہ صرف اس لیے بند نہیں ہو رہا تھا کہ اِس سے ایک نبی نے تشریف لانا تھا، یہ نشان بتاتے ہیں کہ گزشتہ شب مسجدِ اقصیٰ میں اُس نبی کی جلوہ گری ہوئی ہے اور اُنھوں نے یہاں نماز بھی ادا کی ہے۔ یہ سن کر شاہِ روم نے گواہی دی کہ یہ وہی نبیِ آخر الزماں خاتم الانبیا ﷺ ہیں جن کی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے خوش خبری عطا فرمائی تھی۔

(تفسیر ابن کثیر ودُرِّ منثور، زیرِ آیتِ معراج۔ الخصائص الکبریٰ:1/282۔ الاکتفاء للکلاعی:2/8۔ عیون الأثر للیعمری:2/327۔ تاریخ الخمیس:2/34)

جو بدنصیب ہٹ دھرمی کی وجہ سے ایمان لانے والے نہیں اُنھیں کسی بھی نشانی سے فائدہ و نفع نہیں، تاہم حق پرستوں کے لیے مسجدِ اقصیٰ سے آسمانی معراج کے آغاز میں معجزۂ معراج کی تصدیق اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا پہلو کل بھی نمایاں تھا اور آج بھی واضح ہے۔

مسجدِ اقصیٰ میں جلوہ گری... اُمّت کے لیے حشر میں آسانی

محشر کے دولہا آقا کریم ﷺ نے خطۂ بیت المقدس کے بارے میں ارشاد فرمایا: أَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ۔[1] یعنی "سرزمینِ بیت المقدس پر حشر و نشر ہو گا۔" (سننِ ابن ماجہ، حدیث: 1407، قال البوصیری فی مصباح الزجاجۃ تحت الحدیث: صحیح، رجالہٗ ثقات)

اُمّت پر رسول اللہ ﷺ کی شفقت ایسی بے مثال ہے کہ آپ ﷺ روزِ حشر کی مشکلات کو سوچ کر اپنی اُمّت کے لیے فکر مند ہو جاتے تھے۔ چنانچہ خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ کی مشیّت ہوئی کہ سیر معراج کے لیے جاتے ہوئے امام الانبیا ﷺ کے قدم بیت المقدس میں بھی لگ جائیں؛ تاکہ اُن کے قدموں کی برکت سے حشر کے دن اُمّت کے لیے آسانی ہو۔[2]

ازالۂ وہم: ہو سکتا ہے کہ کسی مادیّت کے پجاری اور عقل پرست شخص کے ذہن میں سوال آئے کہ یہ مبالغہ ہے، شبِ معراج اُن کے قدم لگنے سے حشر کے دن اُمّت کے لیے کیسے آسانی ہو گی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ ہم اُس ہستی کے قدم لگنے کی بات کر رہے ہیں:

- جن کے قدموں سے لگنے والی مٹی کی ربِّ ذو الجلال قسم ارشاد فرماتا ہے: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ o وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ o "مجھے اِس شہر کی قسم کہ اے محبوب! آپ اِس میں تشریف فرما ہیں۔" [البلد 90:1، 2]
- اُن کے پائے اقدس لگے تو اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو سجدہ کے قابل بھی بنا دیا اور پانی کا استعمال ممکن نہ ہونے کی صورت میں زمین کو (تیمّم سے) پاک کرنے والی بھی بنا دیا۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ نے اپنے خصائص بیان کرتے ہوئے خود فرمایا: وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا۔ "میری خاطر پوری زمین کو جائے سجدہ اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا۔" (صحیح بخاری، حدیث: 438)
- مسجدِ اقصیٰ میں اُن کے قدم لگنے سے روزِ حشر کی آسانی کو مشکل سمجھنے والے اِس بات پر غور کریں کہ دُنیا میں اُن کی جلوہ گری کے سبب ہی عذاب سے امان کا وعدہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ یعنی "اللہ کی یہ شان نہیں کہ اُنھیں عذاب دے جب کہ اے حبیب! آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔" [الانفال 8:33] یہاں امان ہے تو وہاں آسانی کب مشکل!
- یہ اُن کے دم قدم کی ہی برکت ہے کہ بیماریوں والا یثرب بابرکت طیبہ بھی ہو گیا، حَرَم بھی بن گیا اور اُس کی مٹی خاکِ شفا بھی ہو گئی۔

امامِ اہلِ سنت علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا: اے رضا! طوفانِ محشر کے طلاطُم سے نہ ڈر!... شاد ہو! ہیں کشتیٔ اُمّت کو لنگر ایڑیاں

---

[1] اَلْبُقْعَةُ الَّتِيْ يُجْمَعُ النَّاسُ فِيْهَا إِلَى الْحِسَابِ وَيُنْشَرُوْنَ مِنْ قُبُوْرِهِمْ ثُمَّ يُسَاقُوْنَ إِلَيْهَا۔ (التیسیر وفیض القدیر، تحت الحدیث: 4925)

[2] قال الشیخ محمد الصالحی: وَقِيْلَ: لِأَنَّهٗ مَحَلُّ الْحَشْرِ، فَأَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ تَطَأَهٗ قَدَمُهٗ لِيَسْهُلَ عَلٰى أُمَّتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وُقُوْفُهُمْ بِبَرَكَةِ أَثَرِ قَدَمَيْهِ۔ (سبل الهدٰی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، أبواب معراجه، الکلام علی الأقصٰی: ج: 3، ص: 18، دار الکتب العلمیۃ)
وقال زین الدین محمد الرازی: لِأَنَّ بَيْتَ الْمَقْدِسِ مَحْشَرُ الْخَلَائِقِ، فَأَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ تَطَأَهَا قَدَمُهٗ لِيَسْهُلَ عَلٰى أُمَّتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وُقُوْفُهُمْ عَلَيْهَا بِبَرَكَةِ أَثَرِ قَدَمِهٖ۔ (أنموذج جلیل فی أسئلة وأجوبة عن غرائب آی التنزیل، تحت أوّل آیة بنی اسرائیل)

مسجدِ اقصیٰ میں جلوہ گری... آرزوئے دیدار کی تکمیل اور اِظہارِ افضلیّت

اللہ عزوجلّ نے تمام انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰتُ والتَّسۡلِیۡمَات سے پختہ وعدہ لیا تھا کہ اگر خاتَمُ النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم تمہارے دُنیا میں ہوتے ہوئے جلوہ گر ہو جائیں تو تم ضرور اُن پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اُن کی مدد کرو گے۔[آلِ عمران 3:81] یہی وعدہ تمام انبیا علیہم السلام اپنی اپنی اُمّتوں سے بھی لیتے رہے۔[1] ظاہر ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے دلوں میں یہ حسرت ہو گی کہ کاش! اُن کی زیارت کا موقع ملتا!... اے کاش! کبھی ایسا ہوتا کہ وہ نماز پڑھاتے اور ہم اُن کی اقتدا کرتے!... یہی حسرت اُن کے اُمّتیوں کو بھی ہو گی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوئی کہ اُمّتیوں کی حسرتِ دیدار قیامت کو پوری ہو جائے گی، تاہم انبیائے کرام کی آرزوئے دیدار دنیا میں ہی پوری کر دی جائے؛ لہٰذا باری تعالیٰ نے آسمانی معراج کے آغاز سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو مسجدِ حرام سے بیت المقدس پہنچا دیا؛ تاکہ آپ وہاں انبیائے ذی شان کی... اُن کے قبلہ، یعنی مسجدِ اقصیٰ میں امامت کرواتے آئیں۔[2] یوں انبیائے کرام کی آرزوئے دیدار بھی پوری ہو گئی... اور پھر جب تمام سردارانِ خلق نے ہاتھ باندھے اُن کی اقتدا میں نماز پڑھی تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ سب سے آخر میں تشریف لانے والے کی عظمت و شان سب سے اُونچی ہے۔[3] اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِرّ عیاں ہو معنیٔ اوّل آخر — کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہاں مسجدِ اقصیٰ میں انبیائے کرام نے خطابات فرمائے، پھر سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَكَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا، وَأَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ بَیَانٌ لِّكُلِّ شَیْءٍ۔ یعنی "سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور سب کا رسول بنایا خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اُس نے مجھ پر قرآن نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔" مزید فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کو تمام اُمّتوں سے افضل اور عادل اُمّت بنایا، میری اُمّت کو زمانے میں مؤخّر اور رُتبے میں مقدّم کیا۔" پھر فرمایا: وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِكْرِیْ، وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا۔ "اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میرا سینہ کھول دیا، مجھ سے میرا بوجھ اُتار دیا، میرے لیے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے بابِ رسالت کو کھولنے والا اور سلسلہ نبوّت کو ختم کرنے والا بنایا۔" اِس پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام گویا ہوئے: بِهٰذَا فَضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم۔ اِسی لیے پیارے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم تم سب سے افضل ہیں۔ (تفسیر طبری و ابن ابی حاتم و ابن کثیر۔ دلائل النبوّۃ: 2/397-403۔ مسند البزار: 9518)

---

[1] عن سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ: لَمْ یَبْعَثِ اللّٰهُ عز وجل نَبِیًّا - آدَمَ فَمَنْ بَعْدَهٗ - إِلَّا أَخَذَ عَلَیْهِ الْعَهْدَ فِیْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم لَئِنْ بُعِثَ وَهُوَ حَیٌّ لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ وَلَیَنْصُرَنَّهٗ... وَیَأْمُرُهٗ فَیَأْخُذُ الْعَهْدَ عَلٰی قَوْمِهٖ۔ (ذکرہ الطبری والبغوی والخازن والسیوطی فی تفاسیرھم تحت الآیۃ)

[2] أَنَّ بَیْتَ الْمَقْدِسِ جَمَعَ أَرْوَاحَ الْأَنْبِیَاءِ، فَأَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَنْ یُشَرِّفَهُمْ بِزِیَارَتِهٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم۔ ("أنموذج جلیل فی أسئلۃ وأجوبۃ عن غرائب آی التنزیل" و"فتح الرحمن بکشف ما یلتبس فی القرآن"، تحت أوّل آیۃ بنی اسراءیل)

[3] شبِ معراج امامتِ انبیائے کرام والی احادیثِ کریمہ کی مختلف اسانید کے حوالے سے جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے: فتاوٰی رضویہ، ج:30، ص:238 تا 243

مسجدِ اقصیٰ میں جلوہ گری... شرفِ قبلۂ اوّل میں اضافہ

مسجدِ اقصیٰ میں سرورِ عالَم ﷺ کی جلوہ گری سے جہاں پہلے تشریف لانے والے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو شرفِ دیدار و اقتدا ملا وہاں آپ کے قُدومِ مَیمَنت لُزوم سے مسجدِ اقصیٰ اور بیت المقدس کی عزت میں بھی اِضافہ ہو گیا۔

یہ خطہ پہلے بھی لائقِ تعظیم و تکریم تھا؛ کیونکہ مسجدِ اقصیٰ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کا قبلہ رہا، اِس علاقے میں اُنھوں نے اپنی مبارک زندگیاں گزاریں، اُن پر وحی نازل ہوتی رہی اور کثیر تعداد میں یہاں انبیائے کرام علیہم السلام کی مبارک قبریں بھی موجود ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ... یعنی "ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کروائی، جس کے اِرد گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔" [بنی اسراءیل:1]

چنانچہ خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ نے چاہا کہ معراج کے لیے آتے ہوئے پیارا محبوب ﷺ یہاں بھی جلوہ گر ہو کر نماز ادا کرے؛ تاکہ اُن کے قدموں کی برکت سے اِس خطے، خصوصًا مسجدِ اقصیٰ کی عظمتوں میں اور اضافہ ہو جائے۔[1]

اب مسجدِ اقصیٰ کی شان و شوکت کو ایسا عروج نصیب ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبیِ کریم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: لَا تُشَدُّ[2] الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صلى الله عليه وسلم وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى۔ یعنی "زیادہ ثواب پانے کی نیت سے صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے: (باقی مساجد میں نماز کا ثواب برابر ہے، اُن کی طرف زیادہ ثواب کے لیے لمبا سفر کرنے کی اجازت نہیں) مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ۔" (صحیح بخاری، حدیث:1189)

غلط فہمی کا ازالہ: بعض لوگ کہتے ہیں: سرورِ عالَم ﷺ کے روضۂ مطہرہ اور مزاراتِ اولیا کی زیارت کے لیے سفر کرنا حرام ہے اور بطورِ دلیل یہ حدیثِ مبارک پیش کرتے ہیں، حالانکہ محدثین نے واضح طور پر لکھا کہ اِس حدیثِ پاک میں فقط مساجد کی بات ہے، یعنی مساجد میں سے فقط اِن تین کی طرف سفر جائز ہے، زیارت یا دیگر ضروریات کا سفر اِس حدیث کا موضوع ہی نہیں۔ اگر یہ کہیں کہ تین مساجد کے علاوہ کوئی بھی سفر جائز نہیں تو پھر تجارت وغیرہ کا سفر بھی ناجائز قرار پائے گا۔ (ملخص از مرقاۃ و مرآۃ)

بہر حال سفرِ معراج کے دوران مسجدِ اقصیٰ میں سرکارِ دو عالَم ﷺ کی جلوہ گری سے اُس کی عظمتوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

---

[1] وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ الْحَقُّ سبحانه وتعالىٰ أَرَادَ أَنْ لَا يُخَلِّيَ تُرْبَةً فَاضِلَةً مِنْ مَشْهَدِهٖ وَوَطْءِ قَدَمَيْهِ، فَتَمَّمَ تَقْدِيْسَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِصَلَاةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ فِيْهِ۔ (سبل الهدىٰ والرشاد، أبواب معراجه، الكلام على الأقصىٰ: ج:3، ص:18، دار الكتب العلمية)

[2] إِنَّ شَدَّ الرِّحَالِ كِنَايَةٌ عَنِ السَّفَرِ الْبَعِيْدِ۔ (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، تحت الحديث:1397)

مسجدِ اقصیٰ میں جلوہ گری... فتحِ بیت المقدس کی نیک فالی

مشرقِ وُسطیٰ کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے خصوصی طور پر اِس بات کا تذکرہ بہت ایمان افروز اور نہایت لُطف اندوز ہے کہ علمائے کرام نے لکھا: مسجدِ اقصیٰ میں سرکارِ دوعالَم ﷺ کی جلوہ گری اِس بات کی نیک فالی بھی تھی کہ یہاں آپ کے مبارک قدم لگ گئے ہیں، اب جلد ہی آپ کی اُمّت اللہ تعالیٰ کی مدد سے اِس خطّے کو فتح کر کے یہاں اسلام کا جھنڈا لہرائے گی۔[1]

اِس بات کو فقط جوشِ خطابت یا حُسنِ عقیدت نہ سمجھا جائے، بلکہ متعدّد احادیثِ کریمہ میں خود سرورِ عالم ﷺ نے بشارت دی تھی کہ میری اُمّت بیت المقدس کو فتح کرلے گی،[2] بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں میں بھی لکھا تھا کہ اُمّتِ مسلمہ اُسے فتح کرے گی، نیز یہ بھی لکھا تھا کہ فتح کرنے والے کا نام کیا ہوگا اور اُس کے اوصاف کیا ہوں گے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے حکم سے خَندق کھود رہے تھے، کوشش کے باوجود ہم ایک بڑے پتھر کو نہ توڑ سکے۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تو آپ خود تشریف لائے، کُدال اپنے دستِ مبارک میں لی اور بسم اللہ شریف پڑھ کر ایک ضَرب لگائی، پہلی مرتبہ میں ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ، وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُورَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَكَانِي هٰذَا۔ ”اللہ اکبر! مجھے شام کی چابیاں عطا کر دی گئیں، (تب بیت المقدس شام کا حصہ تھا) اللہ تعالیٰ کی قسم! مَیں یہاں سے شام کے سرخ محلّات کو دیکھ رہا ہوں۔“ بقیہ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کُدال سے مزید دو ضَربیں لگائیں اور پورا پتھر توڑ دیا۔ دوسری اور تیسری ضَرب پر آپ ﷺ نے ایران اور یمن فتح ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔ (مسند احمد، حدیث: 18694۔ مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث: 36820، إسنادہٗ ضعیف لکن المعنٰی ثابت)

یہ نیک فالی وبشارت امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں 17ھ (تقریباً 638ء) کو پوری ہوئی۔ آپ بیت المقدس کے قلعے کے قریب پہنچے تھے تو عیسائی راہب نے آپ کو غور سے دیکھ کر بلند آواز سے کہا تھا: خدا کی قسم! یہ وہی شخص ہیں جن کی صفات ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھی ہیں اور اِنھیں کے ہاتھوں پر بیت المقدس اور دیگر شہر فتح ہوں گے۔ پھر اُس کے کہنے پر وہاں کے باشندے قلعے کی دیوار سے نیچے اُترے، شہر کا دروازہ کھول دیا اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر صلح کی درخواست کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور عظیم الشان فتح و نُصرت کے ساتھ بغیر جنگ کے بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ (فتوح الشام، ج:1، ص:233، ملخصًا)

یہ عظیم الشان فتح شبِ معراج امام الانبیا ﷺ کے بیت المقدس میں قدم لگنے کی برکتوں کا ظہور تھا۔

---

[1] وَقِيلَ: لِتَفَاؤُلِ حُصُولِ التَّقْدِيرِ لَهُ حِسًّا وَمَعْنًى۔ (سبل الهدٰى والرشاد، أبواب معراجه، الكلام على الأقصى: ج:3، ص:18)

[2] عَنْ سَيِّدِنَا عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ: اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِي ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، الحديث۔ (صحيح البخاري، رقم الحديث: 3176)

تحفّظِ مسجدِ اقصیٰ سے متعلق اُمّت کی ذمہ داری

فتحِ فاروقی کے بعد تقریباً پانچ سو سال تک بیت المقدس پر اسلامی حکومت قائم رہی۔ پھر کچھ عرصہ عیسائیوں کا قبضہ رہا۔ 1187ء میں عظیم الشان اسلامی سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایّوبی علیہ الرحمہ (م:1193ء) نے بیت المقدس کو فتح کر کے دوبارہ اسلامی حکومت قائم کی۔ اِس کے بعد 761 سال تک بیت المقدس پر اسلامی جھنڈا لہراتا رہا۔ 1948ء میں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور اُن کے اتحادیوں نے سازش سے فلسطین کے کچھ حصے پر یہودیوں کو قبضہ دلا کر وہاں اسرائیل کے نام سے ایک ناجائز یہودی ریاست بنائی، جس نے قیام سے اب تک مشرقِ وُسطیٰ میں دہشت گردی کی تمام حدوں کو پار کیا ہے۔ چند روز قبل چھ ہفتے کے لیے غزہ میں جنگ بندی شروع ہوئی ہے تو اسرائیلی درندے فلسطین کے مغربی کنارے پر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ یہودی آبادکار بھی مسلسل فلسطینیوں کو اُن کی زمینوں سے بے دخل کر کے ناجائز قبضے کر رہے ہیں۔ گزشتہ ماہ اسرائیلی فورسز نے عالمی قوانین کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے شام کی دفاعی طاقت کو تباہ کیا۔ شامی علاقے گولان کی پہاڑیوں پر قبضے کی یہودی سازش بھی جاری ہے... یوں ہی ظلم کی کئی اور داستانیں بھی ہیں۔

اِس وحشی پن کا پسِ منظر ”گریٹر اسرائیل“ کا منصوبہ ہے۔ صَہیونی یہودی کہتے ہیں کہ سلطنتِ سیدنا داوٗد و سیدنا سلیمان علیہما السلام کا دار الحکومت بیت المقدس تھا؛ لہٰذا یہ خطہ یہودیوں کی میراث ہے، چنانچہ اِس خطے کے تمام ممالک پر قبضہ کر کے ناجائز یہودی ریاست اسرائیل کی سرحدوں کو 3000 سال پہلے کی سلطنتِ سیدنا داوٗد تک وسیع کیا جائے گا۔ حال ہی میں چھ جنوری 2025ء کو اسرائیل کے سرکاری سوشل میڈیا اکاؤنٹ سے ”گریٹر اسرائیل“ کا نقشہ جاری کیا گیا، جس میں فلسطین، شام، لبنان اور اُردن کے علاقوں کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ کو بھی اسرائیل کا حصہ دکھایا گیا ہے۔

یہ بات بھی خطرناک ہے کہ شدّت پسند یہودی مسجدِ اقصیٰ کو شہید کر کے یہاں ہیکلِ سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ظاہری اور خفیہ طور پر مسجدِ اقصیٰ کی عمارت کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔

اِن حالات میں اُمّت پر فرض ہے کہ وہ مسجدِ اقصیٰ اور بیت المقدس کے تحفّظ کے لیے ضروری اقدامات کرے۔ چنانچہ:

- مسلم حکمرانوں پر لازم ہے کہ وہ مذمّتی قراردادوں پر اکتفا کرنے کے بجائے عملی طور پر فلسطینیوں کی حمایت کریں اور اسرائیلی مظالم کو روکنے کے لیے اگر طاقت کا استعمال ضروری ہو تو اُس سے بھی گریز نہ کریں۔ اسرائیلی دہشت گرد اتنے بے باک صرف اِس وجہ سے ہیں کہ اُنھیں فلسطینی تنہا نظر آتے ہیں، اگر اُمّت اُن کے ساتھ ہو تو وہ کبھی ایسی جرأت نہ کریں؛ کیونکہ قرآنِ مجید کے مطابق یہودی ڈرپوک قوم ہیں اور اُن پر موت کا خوف سوار رہتا ہے۔ (دیکھیے: البقرۃ، آیت:96 اور الحشر، آیت:14، 15)
- ہمیں چاہیے کہ یہودی مصنوعات کا مکمّل بائیکاٹ کریں۔ کیا ہم اتنے بے حس ہیں کہ دینی تقاضوں کی خاطر بوتل یا برگر نہیں چھوڑ سکتے!
- ”دُعا مسلمان کا ہتھیار ہے“۔ اگر ہم اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم صدقِ دل سے مظلوم مسلمانوں کے لیے دُعا تو کیا کریں۔

حرفِ آخر: مسجدِ اقصٰی میں دُرود پر بے حساب دُرود

کچھ چیزوں کی حقیقت ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے اور انسانی عقل اُنھیں پوری طرح سمجھنے کے قابل نہیں، اِس کے باوجود ہم اُنھیں کامل یقین کے ساتھ مانتے ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ یا اُس کے حبیبِ مکرّم ﷺ نے اُنھیں بیان فرمایا ہے۔ ایسی چیزوں پر یقین کو ''ایمان بالغیب'' کہا جاتا ہے۔ ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایمان بالغیب ہی معتبر ہے، ورنہ روزِ قیامت دیکھنے کے بعد تو سبھی مان جائیں گے۔

سرکارِ دوجہاں ﷺ کا سفرِ معراج بھی ایسے ہی اُمور سے ہے۔ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی تک کی معراج کو خود باری تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں بیان فرمایا ہے، جب کہ مسجدِ اقصٰی سے اگلا مرحلہ صاحبِ معراج ﷺ کے کثیر ارشاداتِ عالیہ سے ثابت ہے، جن میں معمولی شک کی بھی گنجائش نہیں۔

عقل کے پجاریوں نے تب بھی اِسے تسلیم نہیں کیا تھا اور آج بھی اِس کا انکار کرتے ہیں، جب کہ یارِ غار و مزارِ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمانِ نبوی پر عقل کو قربان کر کے بہت خوب کہا تھا: وہ اِس سے بڑی بات بھی فرمائیں تو مَیں دل و جان سے اُس کی تصدیق کے لیے تیار ہوں... اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کا مزاج آج بھی یہی ہے کہ معراج ہو یا قرآن و سنت کی کوئی اور بات... اُنھیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیز پر اتنا اعتماد نہیں ہوتا جتنا سرکارِ مدینہ ﷺ کی بتائی ہوئی بات پر یقین ہوتا ہے۔

معراجِ مبارک کے ہر پہلو سے سرکارِ دوجہاں ﷺ کی عظمت و شان ظاہر ہوتی ہے۔ موجودہ عالمی منظر نامے کے پیشِ نظر آج کے خطبہ میں آپ ﷺ کی مسجدِ اقصٰی میں جلوہ گری کے حوالے سے کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

- ❖ مسجدِ حرام سے آسمانوں کی طرف عروج کے بجائے آپ ﷺ کو مسجدِ اقصٰی لے جایا گیا، پھر وہاں سے معراج کا دوسرا مرحلہ شروع ہوا۔ اِس سے بھی عظمتِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے کئی پہلو سمجھ میں آتے ہیں:
  - ○ تمام اہلِ مکہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ اِس سے پہلے کبھی مسجدِ اقصٰی میں تشریف نہیں لے گئے۔ جب سفر سے واپسی پر آپ ﷺ نے مسجدِ اقصٰی کی نشانیاں اور وہاں کے تمام حالات بالکل درست بیان فرمائے تو حق کی جستجو رکھنے والے شخص کے لیے کسی طرح کے شک کی گنجائش باقی نہ رہی؛ کیونکہ جو ہستی رات کے مختصر وقت میں مسجدِ اقصٰی تشریف فرما ہو کر واپس آسکتی ہے اُس کے لیے رات کے قلیل حصے میں لامکاں سے ہو کر واپس آجانا بھی کوئی مشکل نہیں۔ شاعر نے خوب کہا:

    تو چاہے تو ہر شب ہو مثالِ شبِ اسرٰی　　تیرے لیے دو چار قدم عرشِ بریں ہے

  - ○ میدانِ محشر بیت المقدس اور شام کی سرزمین پر قائم ہو گا، سفرِ معراج میں آپ ﷺ کے پائے اطہر وہاں لگے۔ علما نے لکھا: حضور ﷺ کے قدموں کی برکت سے اُمّت کے لیے میدانِ حشر میں آسانی ہو گی۔

- مسجدِ اقصیٰ میں سرکارِ دو جہاں ﷺ کی جلوہ گری سے انبیائے کرام علیہم السلام کی تمنّائے دیدار بھی پوری ہوئی اور جب اُنھوں نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ سب سے آخر میں تشریف لانے والے رسولِ مکرّم ﷺ کی شان سب سے اُونچی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

سارے اُونچوں میں اُونچا سمجھیے جسے ہے اُس اُونچے سے اُونچا ہمارا نبی

- سرکارِ دو جہاں ﷺ کے مبارک قدم لگنے سے مسجدِ اقصیٰ اور بیت المقدس کی عظمت میں اضافہ بھی ہوا اور یہ نیک فالی بھی کہ جلد ہی ربّ تعالیٰ اِس خطے میں آپ ﷺ کی اُمّت کو فتح عطا فرمائے گا۔ چنانچہ یہ بشارت خلافتِ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ میں پوری ہوئی اور بیت المقدس ریاستِ مدینہ کا حصہ بن گیا۔

❖ مسجدِ اقصیٰ اور بیت المقدس کو کئی انبیائے کرام علیہم السلام سے نسبت ہے، یہ پہلی اُمتوں کا قبلہ رہا، یہاں کثیر انبیائے ذی شان علیہم السلام کی قبورِ مبارکہ ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شبِ معراج اِسے سرکارِ دو جہاں ﷺ کی قدم بوسی بھی میسّر آئی۔ چنانچہ اِس کا تحفّظ فقط فلسطینی مسلمانوں کی ذمہ داری نہیں، بلکہ پوری اُمّت کا فریضہ ہے۔

❖ گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو خاک میں ملانا اور انتہا پسند صَہیونی یہودی کا راستہ روکنا اُمّت کی ذمہ داری ہے۔ اگر مسلم حکمران اپنے اپنے مفادات کا تحفّظ کرتے رہے اور مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت نہ کی تو روزِ قیامت جواب دہ ہوں گے۔[1]

❖ ہمارا بھی فریضہ ہے کہ یہودی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں، بڑھ چڑھ کر فلسطینی مسلمانوں کی مدد کریں اور اُن کے حق میں صدقِ دل سے دُعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔

یہ بات بھی سبق آموز اور ایمان افروز ہے کہ معراج النبی ﷺ کے پہلے مرحلے کا آغاز بھی مسجد سے ہوا اور آسمانی سفر کی ابتدا بھی مسجد سے... بے مثل و بے مثال قُربِ الٰہی کی پہلی منزل بھی مسجد سے شروع ہوئی اور دوسرا درجہ بھی مسجد سے۔ اِس میں ہمارے لیے یہ پیغام بھی ہے کہ قربِ الٰہی پانے کے لیے ہمیں بھی مساجد سے اپنا تعلق مضبوط کرنا چاہیے؛ کیونکہ مسجدوں سے درجات کی بلندیوں کا آغاز و افتتاح ہوتا ہے۔

شرعی مسئلہ: سردیوں میں بعض اوقات ایڑیاں زخمی ہو (پھٹ) جاتی ہیں، تاہم اُن پر پانی گزارنا ممکن ہوتا ہے، ایسی صورت میں ایڑیوں کے ظاہری حصے کو دھونا لازم ہے، تاہم شگافوں کے اندر پانی پہنچانا لازم نہیں۔ اگر زخم گہرا ہو اور دھونا ممکن نہ رہے تو پاؤں کا بقیہ حصہ دھونا لازم ہے اور زخمی حصے پر مسح کر لیا جائے، یہ بھی ممکن نہ ہو تو دھونا معاف ہے۔

(جدّ الممتار، ج:1، ص:331، مکتبۃ المدینہ)

---

[1] اِس حوالے سے مفصّل معلومات کے لیے دار الافتاء جامعہ نظامیہ رضویہ سے جاری ہونے والا فتوٰی ملاحظہ کریں جو مجلہ النظامیہ، دسمبر 2023ء میں شائع ہوا۔ یہ شمارہ پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1i3bxU9ogTR7C0uDBs-i-3m4FLXDBhP7n/view?usp=sharing

اللہ تعالیٰ صاحبِ معراج امام الانبیا ﷺ کے صدقے میں ہماری مغفرت فرمائے اور شبِ معراج عطا ہونے والے تحفۂ نماز کو حرزِ جان بنانے کی توفیق سے نوازے۔

ربِّ لم یزل قدمینِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے صدقے میں مسجدِ اقصیٰ اور بیت المقدس کی حفاظت فرمائے اور اُمّت کو اِس حوالے سے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کا جذبہ عطا کرے۔

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب وآلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید ونصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، جنگ کے معاہدے کو خداوندِ قدّوس اسلام کی سربلندی اور اہلِ غزّہ کے لیے خیر وبھلائی کا ذریعہ بنائے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!